معارِفِ اِسلامی Ma’ārif-e-Islāmī

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.23 Issue: 02 (July – December 2024)
Date of Publication: 25-December, 2024
HEC Category, **Y**: (2024-2025)

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	پاک وہند میں مطالعہ حدیث: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شرح مؤطاامام مالکؒ کا تجزیاتی مطالعہ *Studies in Hadith Literature in IndoPak: An analytical study of Shah Waliullah’s Commentaries on Muwatta Imam Malik*
Authors & Affiliations	***1. Dr. Mubasher Hussain*** *Associate Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore* *mubasher.szic@pu.edu.pk*
Dates	***Received*** 15-08-2024 ***Accepted*** 12-10-2024 ***Published*** 25-12-2024
Citation	Dr. Mubasher Hussain, 2024. پاک وہند میں مطالعہ حدیث: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شرح مؤطاامام مالکؒ کا تجزیاتی مطالعہ [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 December 2024].
Copyright Information	2024@ پاک وہند میں مطالعہ حدیث: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شرح مؤطاامام مالکؒ کا تجزیاتی مطالعہ by Dr. Mubasher Hussain, is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

پاک وہند میں مطالعہ حدیث: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شرح مؤطاامام مالکؒ کا تجزیاتی مطالعہ

Studies in Hadith Literature in IndoPak: An analytical study of Shah Waliullah's Commentaries on Muwatta Imam Malik

Abstract

Shah Waliullah Dehlavi (d. 1762), was one of the leading scholars of the 18th-century Muslim India who made great contributions to the hadith sciences. He introduced a new method to the commentary of the hadith text and applied it in his two commentaries on the first remarkable hadith collection of Imam Malik, the eponym of the Maliki school of law. Far various reasons, unfortunately, Waliullah's methodological approach has been ignored so far. This paper is an attempt to examine his unique and significant approach in order to draw the attention of the scholars to this overlooked area of study. For the research purpose, Waliullah's legal opinions found in Al-Musaffa (the Persian commentary of Muwatta), have been compared with the legal preferences he articulated in his other major work titled "Hujjatullah Al-Baligha". The conclusion reached by the writer of this paper is that Waliullah's approach is first of its kind in the Indian Islamic history and hence needs attention for further studies, because it provides with the rules and strategies how to overcome religious extremism amongst the various Islamic sects.

تعارفی پس منظر

فقہ حنفی کو آغاز ہی سے اسلامی دنیا کے بڑے حصے میں ملکی قانون کی حیثیت حاصل رہی ہے، حتی کہ برصغیر میں بھی نوآبادیاتی دور تک مغلیہ اور دہلی سلطنتوں نے فقہ حنفی کو ملکی قانون کے طور پر رائج کر رکھا تھا کیونکہ یہاں کے مسلمانوں کی اکثریت حنفی تھی۔ تعلیمی نظام بالخصوص مذہبی تعلیم و تعلم میں فقہ حنفی کا ادبی ذخیرہ سرفہرست تھا اور علماء وفقہا کے علاوہ عدالتی نظام میں قاضی بھی حنفی مذہب ہی کی پیروی کرتے تھے۔[1] فقہ حنفی کے مصادر و مراجع (یعنی فقہ کے متون، ان کے مختصرات و شروح اور حواشی وغیرہ) زیادہ تر ان اہل علم کے لکھے ہوئے تھے جو ماوراء النہر (وسطی ایشائی ریاستوں بالخصوص سمرقند و بخارا وغیرہ) سے تعلق رکھتے تھے۔ یہی اہل علم یا ان کے شاگرد اور عقیدت مند تھے جو مختلف ادوار میں ہندوستان میں تشریف لائے اور ان کے ذریعے فقہ حنفی کا ادبی ذخیرہ یہاں کے مدارس میں رائج ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ دیگر اسلامی خطوں کی طرح یہاں بھی اپنے فقہی مسلک کے ساتھ بعض اہل علم نے جمود و تعصب کا رویہ اختیار کر لیا جس پر خود حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم نے بھی اپنی مختلف کتابوں میں شدید تنقید فرمائی ہے۔ بعض اہل علم کے بقول دسویں صدی ہجری (سولہویں صدی عیسوی) میں ہندوستانی سرزمین پر حنفیہ کے مسلکی/فقہی تعصب و جمود کے رد عمل میں بعض لوگوں میں حدیث و سنت کے ظاہری مفاہیم پر عمل کا رجحان تقویت پڑنے لگا اور شاہ ولی اللہ کے زمانے میں ان دونوں رجحانات کی باہمی کشمکش اور تنازع آخری حدوں کو چھو رہا

تھا، معمولی فقہی اختلافات پر اپنے مخالفین پر ضلالت و تکفیر کے فتوے لگائے جاتے، حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ کے بعض معاصرین پر مخالف فقہی رائے رکھنے والوں کی طرف سے جسمانی تشدد بھی کیا گیا۔[2]

اسی پس منظر میں شاہ صاحب نے اس سرزمین پر اپنی علمی و فکری خدمات انجام دیں جن میں امام مالکؒ کی حدیث پر مشہور و معروف کتاب "الموطا" پر آپ کی دو شروح یعنی المسویٰ (عربی) اور المصفیٰ (فارسی) جو نہایت قابل ذکر ہیں، کی تفصیلات اس مقالے میں پیش کی گئی ہیں۔

شاہ صاحبؒ کے زمانے کے ہندوستان میں علم حدیث

شاہ ولی اللہ کی اگرچہ ایک حنفی علمی گھرانے میں تعلیم و تربیت ہوئی، لیکن انہیں ایسے حالات سے گزرنا پڑا جنہوں نے شاہ صاحب کو فقہی و فکری طور پر وسیع الظرف بنادیا، مثلاً آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد مرحوم سے پائی جو اگرچہ مسلکاً حنفی تھے[3]، مگر ان کی وسعت ظرفی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کئی مسائل میں دیگر فقہی آراء کو اختیار کیا[4]۔ یقیناً اس فقہی توسع نے شاہ صاحب پر اثرات مرتب کیے ہوں گے، پھر اپنے مطالعہ اور غور و فکر سے ان کے فقہی رجحانات میں ارتقاء بھی ہوا جس کا ثبوت ان کی کتابیں ہیں۔ پھر جب آپ مزید علمی مہارت کے لیے حرمین تشریف لے گئے تو آپ کے قیام حرمین میں مالکی اور شافعی علماء و اساتذہ نے بھی آپ کو متاثر کیا حتیٰ کہ آپ سنی فقہی مذاہب اربعہ کو مساوی سمجھنے لگے، اور بعض اہل علم کے بقول آپ نے ارادہ کر لیا کہ مسلکی تقلیدی زنجیر کو مذاہب اربعہ تک دراز کیا جائے اور علمی بنیادوں پر فقہی مذاہب میں جمع و توفیق پیدا کی جائے[5]۔

شاہ صاحب اس سفر حرمین میں عظیم محدث محمد بن اسماعیل بخاری اور عظیم حنبلی مجتہد و فقیہ ابن تیمیہ سے بھی متاثر ہوئے جیسا کہ ان دونوں ائمہ کے مناقب پر آپ نے قلم اٹھایا[6] اور ابن تیمیہ کے افکار کی باز گزشت آپ کی تحریروں میں موجود ہے، مثلاً حجۃ اللہ اور الفوز الکبیر میں ابن تیمیہؒ کے نہ صرف افکار بلکہ عبارتیں بھی آپ نے اخذ کی ہیں[7]۔

ہندوستان میں علم حدیث کی باقاعدہ تعلیم کافی عرصے بعد شروع ہوئی۔ آغاز میں جن اہل علم نے حدیث کے حوالے سے کوئی کام کیا، ان میں امام محمد بن حسن الصغانی (م 1252ء)، علامہ علی بن عبد المالک المتقی الہندی (م 1567ء)، عبد الحق محدث دہلوی (م 1642ء) وغیرہ قابل ذکر ہیں جن کی مختلف حدیثی خدمات کو عوام و خواص میں پذیرائی حاصل رہی۔ لیکن شاہ صاحبؒ کے زمانے تک شرح حدیث یا علوم حدیث کے باب میں کوئی وقیع علمی کام سامنے نہیں آیا۔ شاہ صاحب کے دور میں حدیث کے ایک بڑے استاد مولانا محمد افضل سیالکوٹی (م 1733ء) موجود تھے جن کی خدمت میں شاہ صاحبؒ نے زانوئے تلمذ طے کیے مگر جس درجے میں آپ کو علوم حدیث میں مہارت درکار تھی، اس کے لیے آپ نے فیصلہ کیا کہ حرمین شریفین کا سفر کریں، کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ علوم حدیث کے جو ماہرین حرمین میں ہیں، وہ کہیں بھی موجود نہیں۔[8]

شاہ صاحبؒ کی شروح موطا

شاہ صاحبؒ نے اپنی اکثر تصنیفات میں علم حدیث کے باب میں کوئی نہ کوئی اہم علمی نکات ضرور بیان کیے ہیں، البتہ آپ نے فقہ الحدیث سے متعلق کام زیادہ تر اپنی ان تین کتابوں میں کیا ہے: حجۃ اللہ البالغہ، المسویٰ اور المصفیٰ۔ المصفیٰ اور المسویٰ دونوں

کتابیں مؤطا امام مالکؒ کی شروح ہیں، ان میں سے پہلی فارسی میں ہے اور مفصل ہے، جبکہ دوسری یعنی المسویٰ عربی میں ہے اور نہایت مختصر ہے۔ عربی شرح میں آپ نے فقہ الحدیث کی بجائے زیادہ تر حدیث کے فنی مباحث (مثلاً حدیث کی صحت و ضعف، راویوں کے حالات وغیرہ) پر علمی نکات بیان کیے ہیں۔ البتہ المصفیٰ میں شاہ صاحبؒ نے مجتہدانہ انداز میں متن حدیث کی شرح کی ہے اور اہل سنت کے چار مشہور فقہی مذاهب کی آراء کو بطور خاص اور دیگر سنی فقہاء کے امتیازی فقہی واجتہادی مباحث کو بھی اکثر جگہ زیر بحث لائے ہیں۔ اس شرح کی امتیازی خاصیت یہ ہے کہ اس میں شاہ صاحب نے معروف سنی مذاهب کا مجتہدانہ شان کے ساتھ فقہی تقابل و تجزیہ کیا ہے اور مسلکی حمیت و تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی فقہی ترجیحات بھی ظاہر کی ہیں۔

اس وجہ سے یہ شرح حدیث نہایت اہمیت کی حامل قرار پاتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے اس طرز منہج کی کوئی حدیثی شرح برصغیر میں موجود نہیں تھی، عجیب بات مگر یہ ہے کہ اس کے بعد بھی ابھی تک کوئی ایسی شرح حدیث اس سرزمین پر نہیں دیکھی گئی جس میں ایسی خاصیت کا اہل علم نے واقعی اعتراف کیا ہو۔ بلکہ افسوس کہ ڈھائی تین صدیاں گزرنے کے باوجود شاہ صاحب کی اس شرح کی طرف اہل علم نے کوئی خاص توجہ نہ کی اور نہ ہی اس طرز منہاج کو پاک و ہند کی علمی فضا میں مزید ارتقائی مراحل سے گزارا گیا۔ البتہ یہی غنیمت ہے کہ حال ہی میں اس کا دارالندوہ (ہندوستان) سے ایک عربی ترجمہ مولانا سلمان حسنی ندوی صاحب کے قلم سے اور ایک پاکستانی اہل علم ڈاکٹر ادریس زبیر صاحب کا اردو ترجمہ سامنے آیا ہے۔ شاہ صاحب نے یہ شرح مؤطا فارسی میں اس لیے لکھی کہ اس وقت فارسی یہاں کے مسلمانوں کی سرکاری اور تعلیمی زبان ہونے کی وجہ سے ملک کے طول و عرض میں وسیع پیمانے پر بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ لیکن عرصہ دراز سے فارسی زبان پاک و ہند سے عنقا ہو چکی ہے اور جو فارسی شرح کا نسخہ موجود ہے اس کی خطی طباعت کی پیچیدگیاں فارسی زبان دان اہل علم کے لیے بھی اس سے استفادہ میں مانع رہی ہیں۔ البتہ مذکورہ بالا دونوں ترجموں/کاوشوں کو امید ہے کہ پذیرائی ملے گی اور اس گمنام شرح فارسی سے مزید استفادہ اور غور و فکر کی راہیں واہ ہو گیں۔

شاہ صاحب کی المصفیٰ کے حوالے سے بہت کم علمی کام اب تک ہوئے ہیں۔ اس کے مقدمہ کا عربی ترجمہ المسویٰ کے جدید اور دو جلدوں پر مبنی مستقل نسخہ [9] کے مدون نے المسویٰ کے مقدمہ کے طور پر شائع کیا ہے۔ اسی مقدمہ کا اردو ترجمہ بھی ہندوستان کے ایک علمی جریدہ میں شائع ہو چکا ہے۔ جامعہ کراچی پاکستان سے مولانا مظہر بقا صاحب نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے "اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ" شاہ صاحب کے فقہی مسلک کی توضیح کی ہے، اور اسی ضمن میں مقالہ میں ایک جگہ آپ کی اس شرح پر مختصر مگر اہم تجزیہ بھی کیا ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ شاہ صاحب نے مؤطا کی اس فارسی شرح کی بنیاد پر سنی مذاہب اربعہ میں تطبیق و توفیق کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں شاہ صاحبؒ نے دیگر فقہا و مجتہدین کی فقہی آراء بھی نقل کی ہیں اور کئی جگہ انہی کو ترجیح دی ہے۔ [10] بقا صاحب کے اس تجزیہ کا خلاصہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے:

"شاہ صاحبؒ کی حالت یہ ہے کہ وہ اصول میں بھی احناف سے اختلاف کرتے ہیں اور فروع میں بھی۔ اصول و فروع دونوں میں ان کا اختلاف امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ اتنی کثرت کے ساتھ ہے کہ علمائے احناف میں سے آج تک کسی نے

امام صاحبؒ کے ساتھ اتنا اختلاف نہیں کیا۔۔۔صاحبین کے امام صاحبؒ سے اختلافات بھی بقول امام غزالیؒ زیادہ سے زیادہ دو تہائی مسائل میں ہیں، گویا تقریباً 66 فیصد مسائل میں۔ مگر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تقریباً 80 فیصد مختلف فیہ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کرتے ہیں اور ان میں سے 70 فیصد سے زائد مسائل میں ان کا رجحان امام شافعیؒ کی جانب ہے۔ اسی طرح وہ عام اصول جو احناف و شوافع کے درمیان مختلف فیہ ہیں، ان میں بھی اان کا میلان تمام تر امام شافعیؒ کی جانب ہے"۔[11]

مولانا بقانے اپنی مذکورہ کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے شاہ صاحبؒ کے مذکورہ بالا سنی فقہی مذاہب سے اشتراک واختلاف کو ایک چارٹ کی شکل میں پیش کیا ہے۔ ان کا یہ تجزیہ شاہ صاحبؒ کی المصفیٰ اور المسویٰ کے مطالعہ پر مبنی ہے جبکہ ذیل میں ہم ان کے اس تجزیہ کو شاہ صاحبؒ کی مشہور و معروف کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے فقہی مباحث کے ساتھ تقابل کر کے دیکھیں گے کہ شاہ صاحبؒ نے شرح حدیث میں روایتی تقلیدی طرز فکر کو اختیار کیا ہے یا اپنے اجتہادی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ایک نئے منہج کی بنیاد رکھی ہے۔

المصفیٰ اور حجۃ اللہ البالغہ کا فقہ الحدیث کے اعتبار سے تجزیاتی موازنہ

المصفیٰ اور حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہؒ کی مایہ ناز کتابیں ہیں جن میں فقہی مباحث کا حصہ ایک دوسرے سے بہت ملتا ہے۔ مولانا بقانے المصفیٰ کا تتبع کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ مختلف فیہ مسائل میں شاہ ولی اللہؒ کا رجحان کس امام کی طرف کتنا ہے اور انہوں نے صرف وہ ابواب منتخب کیے ہیں جن میں شاہ صاحب نے خود اختلاف نقل کیا ہے اور خود ہی اپنے بیان کو صراحۃً بتایا بھی ہے۔ اس مقصد کے لیے بقا صاحبؒ نے اپنی کتاب "اُصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہؒ" کے آخر میں ایک چارٹ (ٹیبل) بطور ضمیمہ درج کیا ہے جس میں مختلف فقہی مسائل میں آئمہ اربعہ کا اختلاف اور شاہ ولی اللہؒ کا رجحان بتایا گیا ہے۔ مولانا بقاؒ کے بقول شاہ صاحبؒ نے کل 67 ایسے فقہی مسائل میں اپنا فقہی رجحان بتایا ہے جن میں مذاہب اربعہ میں اختلاف تھا۔ چنانچہ ان میں سے 47 مسائل میں آپؒ نے امام شافعیؒ کی رائے کی طرف، 7 مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کی طرف، چھے مسائل میں امام مالکؒ کی طرف اور 5 مسائل میں امام احمد بن حنبلؒ کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے۔ علاوہ ازیں دو اختلافی مسائل میں آپ نے تمام مشہور سنی ائمہ کو چھوڑ کر ایک میں حسن بصریؒ کی طرف اور دوسرے میں اسحاق بن راہویہؒ کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے۔[12]

درج ذیل صفحات میں مولانا بقاؒ کے علمی کام کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے المصفیٰ میں موجود شاہ صاحبؒ کی فقہی ترجیحات میں سے ایک نمایاں حصے کا ان کی کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" سے تقابل کیا گیا ہے۔ اختصار کی غرض سے فقہی مسالک کو مولانا مظہر بقا صاحب سے استفادہ کرتے ہوئے چارٹ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے، البتہ اپنا علمی تجزیہ "حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحبؒ کا موقف" کے کالم میں پیش کیا ہے اور اس کی مزید تفصیل اسی کالم کے حواشی میں متعلقہ جگہوں پر اصل کتاب کے حوالے سے پیش کر دی گئی ہے۔ آخر میں نتائج بحث میں اس تقابلی مطالعہ کا ایک عمومی تجزیہ بھی دیا گیا ہے۔

چارٹ نمبر 1 (المصفیٰ اور حجۃ اللہ میں ایسے مختلف فیہ مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام شافعیؒ کی جانب ہے)

نمبر شمار	باب (المؤطا)	قولِ امام شافعیؒ	قولِ امام ابو حنیفہؒ	حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب کا موقف	المصفیٰ میں شاہ صاحب کا موقف
1	فضل حضور الجماعۃ	اقرأ (القرآن)، اعلم بالسنۃ پر امامت کے لیے مقدم ہے	اعلم بالسنۃ، اقرأ (القرآن) پر مقدم ہے۔	اقرأ (القرآن)، اعلم بالسنۃ پر امامت کے لیے مقدم ہے[13]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[14]
2	صلیٰ وحدہ وادرک مع الامام اعاد الصلاۃ	ایک شخص تنہا نماز پڑھ چکا ہو پھر وہ امام کے ساتھ وہی نماز پائے تو خواہ کوئی سی بھی نماز ہو، وہ اعادہ کر لے۔	فجر، عصر اور مغرب کا اعادہ نہ کرے۔	ایک شخص تنہا نماز پڑھ چکا ہو پھر وہ امام کے ساتھ وہی نماز پائے تو خواہ کوئی سی بھی نماز ہو، وہ اعادہ کر لے۔[15]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[16]
3	رکعتان من السفر تمام	جس نے دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لی تو نماز پوری فرض کے طور پر ادا ہو جائے گی۔	اگر دو رکعت پر قعدہ میں بیٹھا ہے تو پہلی دو رکعت فرض اور بعد کی دو رکعت نفل ہوں گی اور اگر نہیں بیٹھا تو فرض باطل ہو جائیں گے۔	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[17]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[18]
4	صلوۃ الخوف	1۔ مسابقت کی حالت میں نماز واجب ہوتی ہے۔ 2۔ اگر دشمن قبلہ کی جانب میں ٹھہرا ہوا ہو، تو قوم کو دو صف کر کے امام ان کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ دونوں صفیں باری باری سجدہ کر لیں اور دشمن سے بھی حفاظت	1۔ واجب نہیں ہوتی بلکہ امکان وقوف کے وقت تک تاخیر کرنا چاہیے۔ 2۔ دشمن خواہ جہت قبلہ میں ہو یا نہ ہو بہر صورت ایک صف امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر مقابلہ پر چلی جائے اور سلام نہ پھیرے، پھر دوسری	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے مگر اس کے علاوہ کچھ اور صورتیں بھی ذکر کی ہیں جن سے معلوم ہوتا کہ شاہ صاحبؒ نماز خوف میں توسع اور حالات کی رعایت کے قائل ہیں۔[19]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[20]

		ہوتی رہے۔اگر دشمن قبلہ کی جانب میں نہ ہو تو جدا جدا جماعتیں ہوں۔	صف آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے، پھر ہر ایک صف اپنی اپنی ایک ایک رکعت پوری کر لے۔		
5	من ادرک رکعۃ من الصلاۃ	ایک رکعت پالی اس نے جماعت پالی	جس نے تشہد بھی پالی اس نے جماعت پالی	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[21]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[22]
6	باب سجود القرآن سنة و ليس بواجب...الخ	قرآنی سجدہ ہائے تلاوت سنت ہے،واجب نہیں۔	قرآنی سجدہائے تلاوت واجب ہے۔	قرآنی سجدہ ہائے تلاوت مستحب/سنت عمل ہے۔[23]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[24]
7	باب استحباب اكثار التكبير ليلة العيد ويومه...الخ	عید الفطر میں تکبیر میں آواز بلند کرنا چاہئے۔	عید الفطر میں تکبیر میں آواز بلند نہ کرنا چاہئے۔	عید الفطر میں تکبیر میں آواز بلند کرنا چاہئے۔[25]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[26]
8	باب التشديد على من ترك الجمعة بغير عذر...الخ	اقامت جمعہ کیلئے مصر(شہر) شرط نہیں ، قریہ(دیہات) میں بھی جمعہ واجب ہے۔	اقامت جمعہ کیلئے مصر (شہر)شرط ہے۔	اقامت جمعہ کیلئے مصر(شہر) شرط نہیں ، قریہ(دیہات) میں بھی جمعہ واجب ہے۔[27]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[28]
9	باب صلاة الوتر سنة وليست بواجبة	وتر کی نماز سنت ہے، واجب نہیں۔(صاحبین کا بھی یہی قول ہے)	وتر کی نماز واجب ہے	حجۃ اللہ میں بھی شاہ صاحب نے امام شافعی کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے۔[29]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[30]
10	باب اللعان	حد قذف شوہر پر بھی لاگو ہوتی ہے۔	حد قذف شوہر پر نہیں۔	حجۃ اللہ میں بھی شاہ صاحب نے امام شافعی کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے۔[31]	آپؒ نے امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے۔[32]

چارٹ نمبر2(المصفیٰ اور حجۃ اللہ میں ایسے مختلف فیہ مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام مالکؒ کی جانب ہے)

نمبر شمار	باب	قولِ امام مالکؒ	دوسرے آئمہ کے اقوال	حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب کا موقف	المصفیٰ میں شاہ صاحب کا موقف
1	باب اذا احتلم ...الخ	خشک منی کو رگڑ دینا کافی نہیں، دھونا ضروری ہے۔	منی نجس ہی نہیں کہ دھونا یا رگڑنا ضروری ہو (امام شافعیؒ)۔ منی نجس ہے مگر خشک ہو جائے تو رگڑ دینا کافی ہے (امام ابو حنیفہؒ)	شاہ صاحب کے بقول منی نجس ہے مگر خشک ہو جائے تو اسے رگڑ دینا طہارت کے لیے کافی ہے بشرطیکہ منی گاڑھی ہو[33]۔	آپؒ کا رجحان امام مالکؒ کی طرف ہے۔[34]
2	باب لا تفسد الصلاۃ بالکلمۃ	سہواً یا خطاً یا مصلحت صلوۃ کے لیے اگر نماز میں ایک یا دو کلمات کہے تو نماز باطل نہ ہو گی۔	1۔ سہواً کہے تب بھی نماز باطل ہو جائے گی (امام ابو حنیفہؒ) 2۔ سہواً کہے تو نماز باطل نہیں ہو گی (امام شافعیؒ)	شاہ صاحب کا رجحان امام مالکؒ کے قول کی جانب ہے کہ سہواً یا خطاً یا مصلحت صلوۃ کے لیے اگر نماز میں ایک دو کلمات کہے تو نماز باطل نہ ہو گی[35]۔	آپؒ کا رجحان امام مالکؒ کی طرف ہے۔[36]

چارٹ نمبر3(المصفیٰ میں ایسے مختلف فیہ مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام احمدؒ کی جانب ہے)

نمبر شمار	باب	قولِ امام احمدؒ	دوسرے آئمہ کے اقوال	حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب کا موقف	المصفیٰ میں شاہ صاحب کا موقف
1	باب الآیات التی یوثمہ السجود فیھا ...الخ	سجود تلاوت پندرہ ہیں۔ سورۂ ص میں ایک سجدہ ہے اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔	سجود تلاوت امام ابوحینفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک چودہ ہیں، احناف کے نزدیک ایک سجدہ سورۂ ص میں ہے اور ایک سورۂ حج میں ہے اور شوافع کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ تلاوت نہیں ہے اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔امام مالکؒ کے نزدیک سجود تلاوت گیارہ ہیں۔وہ سورۂ نجم، سورۂ انشقاق اور سورۂ علق کے	حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہؒ کا موقف ہے کہ سجدہ تلاوت چودہ یا پندرہ آیتیں ہیں۔[37]	آپ نے امام احمد کی موافقت کی ہے۔[38]

			سجدوں کے قائل نہیں۔		

چارٹ نمبر 4(المصفیٰ میں ایسے مختلف فیہ مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام ابو حنیفہؒ کی جانب ہے)

نمبر شمار	باب	قولِ امام ابو حنیفہؒ	قول امام شافعیؒ	حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب کا موقف	المصفیٰ میں شاہ صاحب کا موقف
1	باب الوضوء من قبلة المراة و مسها	عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔	ٹوٹ جاتا ہے	حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہؒ نے اس باب میں توسع کا رجحان ظاہر کیا ہے۔[39]	آپؒ کا رجحان امام ابو حنیفہؒ کی طرف ہے۔[40]

نتیجہ بحث

شاہ صاحبؒ نے مؤطا کی فارسی شرح المصفیٰ میں ایک نئے اجتہادی منہج کی بنیاد ڈالی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس منہج کے مطابق آپ نے حدیث کی شرح اور فہم وفقہ میں اپنے آبائی یعنی حنفی فقہی مسلک میں اپنے آپ کو محدود نہیں کیا بلکہ بہت سے اختلافی فقہی مسائل میں آپ کا رجحان فقہ شافعی کی طرف اور بعض مسائل میں فقہ مالکی کی طرف واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کی مزید تائید ان مباحث سے بھی ہوتی ہے جو شاہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں پیش کیے ہیں۔ گزشتہ چارٹ میں دیئے گئے تقابل میں زیادہ مثالیں اسی کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ البتہ بعض مسائل میں آپ نے فقہ حنبلی یا فقہ مالکی کو فقہ شافعی یا فقہ حنفی کے مقابلے میں ترجیح دی ہے۔ اس تقابل میں ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ اکثر فقہی اختلافی مسائل میں شاہ صاحب کی رائے المصفیٰ اور حجۃ اللہ میں ایک جیسی ہے، البتہ بعض مسائل میں شاہ صاحب نے المصفیٰ میں جو رائے اختیار کی ہے، حجۃ اللہ میں اس سے مختلف رائے کا آپ نے اظہار کیا ہے اور اس کی دلیل، توجیہ یا حکمت و مصلحت بھی بتائی ہے۔ اس ضمن میں گزشتہ دیئے گئے چارٹ نمبر 1 میں مسئلہ نمبر 4، چارٹ نمبر 3 میں مسئلہ نمبر 2 اور چارٹ نمبر 4 میں مسئلہ نمبر 1 کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔

References

1 تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد مجیب، The Indian Muslims (مونٹریال: میک گل کوئین یونی ورسٹی پریس، 1967) ص 58۔

2 معراج محمد، Shāh Walī Allāh's Attempt to Reconcile the Schools of Fiqh (مونٹریال: میک گل یونی ورسٹی، 1968)، ص 8-7، 24۔

3 شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین (دہلی: مطبع احمدی، س ن)، ص 24۔

4 دیکھیے: محمد مظہر بقا، اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ (کراچی: بقا پبلی کیشنز، 1986ء)، ص 89۔

5 اس سلسلہ میں تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: بقاء، اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، ص92تا95۔

6 دیکھیے: شاہ ولی اللہ، مکتوبات مع مناقب بخاری وفضیلت ابن تیمیہ (دہلی: مطبع احمد، س ن)۔

7 تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد اویس نگرامی، "شاہ صاحب کا ایک علمی مآخذ"، مقالہ در: الفرقان، (شاہ ولی اللہ نمبر)، (بریلی: مکتبہ الفرقان، طبع دوم ۱۳۶۰ھ)، ج7، ش9-12، (1360)، ص372-373۔

8 غلام حسین جلبانی، Life of Shah Waliyullah (لاہور: اشرف سنز، 1978)، ص19۔

9 شاہ ولی اللہ، المسویٰ فی احادیث الموطا (مکہ المکرمۃ: المکتبۃ السلفیۃ، 1351ھ)

10 دیکھیے: بقاء، اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، ص99-89

11 ایضاً، ص110-109۔

12 ایضاً، ص614-615

13 آپ نے امام شافعیؒ کی موافقت میں اقراء القرآن کے مقدم کرنے کی وجہ دلیل وہ حدیث بیان کی ہے جس میں ہے کہ "آپ علیہ السلام نے فرمایا: نماز کی امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ قرآن کو اچھا پڑھتا ہو، اگر قرات میں سب برابر ہوں تو پھر سنت کا زیادہ جاننے والا شخص جماعت کروائے"۔ اس کے بعد شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "اقرا القرآن کے مقدم کرنے کا سبب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علم کی ایک حد معین کر دی ہے، کیونکہ صحابہ میں سب سے پہلا علم قرآن کا علم تھا کیونکہ تمام علوم کی اصل یہی قرآن کا علم ہے۔ نیز قرآن مجید شعائرِ الٰہی میں سے ایک شعار ہے، اس لیے واجب ہے کہ قرآن کا علم رکھنے والے کو مقدم کیا جائے اور اس کی تعظیم کی جائے تاکہ دوسروں میں بھی اس وجہ سے قرآن سیکھنے کی حرص پیدا ہو"۔ دیکھیے: شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ (بیروت: دار الجیل، 1426ھ)، ج2، ص41۔

14 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ والمسویٰ فی احادیث الموطا (دہلی: مکتبہ رحیمیہ، س ن)، ج1، ص132۔

15 آپ نے حجۃ اللہ میں بھی امام شافعیؒ کی موافقت کی ہے اور ایک حدیث سے اپنے موقف پر استدلال بھی کیا ہے اور اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ "اس طرح مسلمانوں کی وحدت میں تفرقہ بازی کی حوصلہ شکنی ہو گی، خواہ یہ ظاہری طور پر تفرقہ معلوم ہو حقیقتاً ایسا کچھ نہ ہو"۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 2، ص43۔

16 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص132۔

17 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج2، ص36۔

18 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص132۔

19 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج2، ص38-37

20 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص132۔

21۔ شاہ ولی اللہؒ اس کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں کہ "رکوع قیام کے قریب قریب ہے، لہٰذا رکوع میں مل جانا گویا قیام میں مل جانا ہے اور سجدہ نماز میں اصل الاصول ہے جبکہ قیام اور رکوع دونوں چیزیں سجدے کے لیے بمنزلہ تمہید اور واسطہ ہے، اس لیے جس نے رکوع کو پالیا اس نے نماز کو پا لیا"۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج2، ص43

22 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص132۔

23 المصفیٰ اور حجۃ اللہ البالغہ دونوں جگہ شاہ صاحب نے اپنا موقف احناف کے برعکس یہ نقل کیا ہے کہ قرآنی سجدہائے تلاوت واجب عمل نہیں بلکہ سنت / مستحب ہے اور انہوں نے اس اثر (موقوف روایت) سے استدلال کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ بیان کیا کہ یہ سجدے واجب نہیں ہیں بلکہ مستحب ہیں تو کسی نے سامعین میں سے انکار نہیں کیا۔ البتہ جس حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سورۂ نجم کی تلاوت کی اور آیت سجدہ پر پہنچے تو سجدہ کیا اور وہاں جس قدر مسلمان اور مشرک اور انس و جن حاضر تھے سب نے سجدہ کیا۔ تو اس بارے میں شاہ صاحب کا موقف یہ ہے کہ اس کی توجیہ یہ ہے کہ "اس خاص وقت میں حق اس قدر ظاہر اور روشن ہو گیا تھا کہ کسی کو جھکنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا پھر جب لوگ اپنی اپنی حالت پر آئے تو جو کافر تھے وہ کافر اور جو مسلمان تھے وہ مسلمان رہے، بجز ایک بوڑھے قریشی کے، اس کے دل پر ایسی مظبوط مہر لگی ہوئی تھی کہ وہ اس رحمتِ عامہ سے محروم رہا اور اس کے دل میں اس کا اثر نہ ہوا اور بجائے سجدہ کرنے کے اس نے تھوڑی سی مٹی زمین سے اٹھا کر پیشانی کو لگائی، اُس کی سزا اسے بہت جلد مل گئی کہ وہ جنگ بدر میں مارا گیا"۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 2، 23۔

24 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج 1، ص 132۔

25 اس باب میں امام شافعیؒ کے نزدیک عید الفطر میں تکبیر میں آواز بلند کرنی چاہئے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آواز بلند نہیں کرنی چاہئے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں بھی شاہ صاحب کا رجحان امام شافعیؒ کی طرف ہے اور سے شاہ صاحب نے سنت رسول قرار دیا ہے۔ دیکھیے، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 2، ص 48۔

26 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج 1، ص 132۔

27 اس باب میں امام شافعیؒ کے نزدیک اقامت جمعہ کیلئے مصر (شہر) شرط نہیں، قریہ یعنی دیہات میں بھی جمعہ واجب ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اقامت جمعہ کیلئے مصر (شہر) شرط ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں بھی شاہ صاحب کا رجحان امام شافعیؒ کی جانب ہے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ، خلفاء راشدین اور آئمہ مجتہدین رحم اللہ تعالی کے طرز عمل / عادت سے استدلال کیا ہے اور واضح طور پر لکھا ہے کہ صحیح تر قول میرے نزدیک یہ ہے کہ کم از کم جس آبادی پر قریہ (دیہات) کا اطلاق ہوتا ہے وہاں جمعہ ہونا چاہیے۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 2، ص 47۔

28 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج 1، ص 132۔

29 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 2، ص 23۔

30 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج 1، ص 132۔

31 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 2، ص 219۔

32 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج 1، ص 132۔

33 اس مسئلہ میں شاہ صاحب کی رائے المصفیٰ میں امام شافعیؒ کی موافقت میں ہے مگر حجۃ اللہ میں آپؒ کی رائے امام ابو حنیفہؒ کے موافق ہے۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج 1، ص 314۔

34 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج 1، ص 51۔

35 "جیسے ان میں سے کوئی بات نماز میں کہنا: "العنک بلعنۃ اللہ" (تین مرتبہ یہ کہنا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں)، اور "یرحمک اللہ" (اللہ تجھ پر رحم کرے) اور "ماشانکم تنظرون الی" (تم لوگ میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو)۔ اسی طرح مثلاً تھوڑا سا گرفت کرنا اور تھوڑا ہاتھ سے کوئی کام کرنا جیسے بچے کو کندھے پر سے اتار لینا یا اس پر بٹھا لینا یا پاؤں کا دبا لینا اور جیسے دروازہ کا کھولنا اور تھوڑا چلنا جیسے ممبر پر سے اس جگہ ہٹ جانا کہ وہاں سے ممبر کے نیچے سجدہ ہو سکے اور امام کی جگہ سے صف میں آ جائے۔ اور وہ دروازہ جو اس کے سامنے ہے اس کی طرف بڑھ جائے تا کہ کھل جائے اور رو نا خدا کے

خوف سے اور ایسا اشارہ کرنا جو اس سے کچھ سمجھا جائے اور سانپ بچھو کا مار ڈالنا اور دائیں بائیں اس طرح دیکھنا جو گردن نہ پھر سکے۔ مذکورہ بالا اعمال میں سے کسی چیز سے نماز باطل نہیں ہوتی"۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج2، ص22۔

36ا شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص132۔

37 مقامات سجدہ تلاوت کی تعداد بارے آئمہ اربعہ کا اختلاف ہے: امام احمدؒ کے نزدیک سجود تلاوت پندرہ ہیں۔ سورۂ ص میں ایک سجدہ ہے اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں جبکہ امام ابوحینفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ تلاوت چودہ ہیں، احناف کے نزدیک ایک سجدہ سورۂ ص میں ہے اور ایک سورۂ حج میں ہے اور شوافع کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ تلاوت نہیں ہے اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک سجود تلاوت گیارہ ہیں۔ وہ سورۂ نجم، سورۂ انشقاق اور سورۂ علق کے سجدوں کے قائل نہیں۔ المصفیٰ میں شاہ صاحب نے اگرچہ امام احمد کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے، مگر حجۃ اللہ میں آپ کی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مسئلہ میں توسع اختیار کیا ہے، دیکھیے، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج2، ص23۔

38 شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص193

39 المصفیٰ میں آپؒ کا رجحان امام ابوحنیفہؒ کی طرف ہے لیکن حجۃ اللہ میں آپ نے اس مسئلہ میں توسع اختیار کیا ہے کیونکہ آپ کی رائے میں صحابہ و تابعین کا اس میں اجتہادی اختلاف موجود رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "ان دونوں چیزوں یعنی مس ذکر اور لمس میں صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بعد فقہا کے تین طبقے ہو گئے۔ ایک طبقہ نے تو ظاہر پر عمل کیا اور ایک نے بالکل ہی اس کو ترک کر دیا اور ایک نے شہوت اور عدم شہوت کا فرق کیا"۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ، ج1، ص299

40ا شاہ ولی اللہ، المصفیٰ، ج1، ص132۔